جاوید احمد غامدی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# سورة النحل

(۵)

(گذشتہ سے پیوستہ)

www.javedahmadghamidi.org
www.al-mawrid.org

وَاللّٰهُ اَنۡزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحۡيَا بِهِ الۡاَرۡضَ بَعۡدَ مَوۡتِهَا اِنَّ فِيۡ ذٰلِكَ لَاٰيَةً
لِّقَوۡمٍ يَّسۡمَعُوۡنَ ﴿٦٥﴾ وَاِنَّ لَكُمۡ فِي الۡاَنۡعَامِ لَعِبۡرَةً نُسۡقِيۡكُمۡ مِّمَّا فِيۡ بُطُوۡنِهٖ
مِنۡۢ بَيۡنِ فَرۡثٍ وَّدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَآئِغًا لِّلشّٰرِبِيۡنَ ﴿٦٦﴾ وَمِنۡ ثَمَرٰتِ النَّخِيۡلِ

---

حقیقت یہ ہے کہ اللہ ہی نے آسمان سے پانی برسایا۔ پھر اُس سے زمین کو اُس کے مردہ ہو جانے کے بعد زندہ کر دیا۔ اِس میں یقیناً اُن لوگوں کے لیے بڑی نشانی ہے جو سنتے ہیں۔ اور تمھارے لیے چوپایوں میں بھی یقیناً بڑا سبق ہے۔[38] ہم اُن کے پیٹوں کے اندر کے گوبر اور خون کے درمیان سے[39] تم کو خالص دودھ پلاتے ہیں جو پینے والوں کے لیے نہایت خوش گوار ہے۔ (اِسی طرح) کھجور اور

---

۳۸؎ اصل میں لفظ ’عِبۡرَة‘ آیا ہے۔ اِس کے معنی ہیں: ایک حقیقت سے دوسری حقیقت تک پہنچ جانا۔ انسان اگر غور کرے تو یہی عبرت اُس کے تمام علم کی کلید ہے۔

۳۹؎ یعنی ایک طرف خون بنتا ہے، دوسری طرف گوبر، مگر اِنھی جانوروں کی مادینوں کے پیٹ سے ایک تیسری چیز بھی پیدا ہو جاتی ہے جس میں گوبر یا خون کا کوئی شائبہ نہیں ہوتا۔ وہ ہر آلودگی سے بالکل پاک اور پینے والوں کے لیے نہایت لذیذ اور خوش گوار ہوتی ہے۔

وَالۡاَعۡنَابِ تَتَّخِذُوۡنَ مِنۡهُ سَكَرًا وَّرِزۡقًا حَسَنًا اِنَّ فِیۡ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لِّقَوۡمٍ یَّعۡقِلُوۡنَ ﴿٦٧﴾
وَاَوۡحٰی رَبُّكَ اِلَی النَّحۡلِ اَنِ اتَّخِذِیۡ مِنَ الۡجِبَالِ بُیُوۡتًا وَّمِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا
یَعۡرِشُوۡنَ ﴿٦٨﴾ ثُمَّ كُلِیۡ مِنۡ كُلِّ الثَّمَرٰتِ فَاسۡلُكِیۡ سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلًا یَخۡرُجُ

---

انگور کے پھلوں سے بھی۔ تم اُن سے نشے کی چیزیں بھی بناتے ہو اور کھانے کی اچھی چیزیں بھی۔[40] اِس میں یقیناً اُن لوگوں کے لیے بڑی نشانی ہے جو عقل سے کام لیتے ہیں۔[41] ۶۵-۶۷

(تم دیکھتے نہیں ہو کہ)، تمھارے پروردگار نے شہد کی مکھی پر وحی کی[42] کہ پہاڑوں اور درختوں میں اور لوگ جو ٹٹیاں باندھتے ہیں، اُن میں چھتے بنا، پھر ہر قسم کے پھلوں سے رس چوس اور اپنے پروردگار کی ہموار

---

۴۰؎ اِس سے ضمناً یہ حقیقت بھی واضح ہوگئی کہ نشے کی چیزیں اچھی نہیں ہیں۔ یہ کھجور اور انگور اور اِس طرح کی دوسری چیزوں کا سوء استعمال ہے کہ انسان اُن سے عقل و دل کو ماؤف کر دینے والی چیزیں تیار کرے۔

۴۱؎ یعنی توحید اور قیامت کی بڑی نشانی ہے۔ اِس لیے کہ اِن میں سے ایک ایک چیز زبان حال سے بتا رہی ہے کہ زمین و آسمان، دونوں میں ایک ہی حکیم و قدیر کا ارادہ کارفرما ہے۔ وہ جس طرح مردہ زمینوں کو پانی کے ایک چھینٹے سے حیات تازہ بخش دیتا ہے، اُسی طرح تمھارے مردوں کو بھی اٹھا کھڑا کرے گا۔ یہ اُس کے لیے کچھ بھی مشکل نہیں ہے۔ استاذ امام لکھتے ہیں:

> ”...اللہ نے اپنی نعمتوں میں یہ گونا گونی و بوقلمونی اِس لیے رکھی ہے کہ سوچنے والے سوچیں اور سمجھنے والے سمجھیں۔ ظاہر ہے کہ یہ دنیا اپنی بقا کے لیے اِن تنوعات کی محتاج نہیں تھی، یہ بالکل سادہ اور یک رنگ، بلکہ بالکل بے رنگ بھی ہو سکتی تھی۔ لیکن اِس کے خالق نے یہ چاہا کہ یہ اُس کی صفات کا ایک پرتو اور مظہر ہو تا کہ غور کرنے والے غور کریں اور اِس کی ایک ایک چیز سے اِس کے خالق کی اعلیٰ صفات، اُس کی بے نہایت قدرت و حکمت، اُس کی غیر محدود رافت و رحمت، اُس کی بے مثال ربوبیت و پروردگاری اور اُس کی کامل وحدت و یکتائی کا کچھ تصور اور اُس کی روشنی میں اپنے فرائض اور ذمہ داریوں کا احساس کریں۔“ (تدبر قرآن ۴/۴۲۸)

۴۲؎ یہ لفظ یہاں اُس الہام فطرت کے لیے استعمال ہوا ہے جو ہر مخلوق کی پیدایش کے ساتھ ہی اُس میں کر دیا جاتا ہے۔ اِس سے وہ وحی مراد نہیں ہے جو انبیا علیہم السلام پر کی جاتی ہے۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

مِنْۢ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِيْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿٦٩﴾

کی ہوئی راہوں پر چلتی رہ[43]۔ اُس کے پیٹ سے ایک مشروب نکلتا ہے جس کے رنگ مختلف ہوتے ہیں، اُس میں لوگوں کے لیے شفا ہے۔ اِس کے اندر بھی یقیناً اُن لوگوں کے لیے بڑی نشانی ہے جو غور کرتے ہیں[44]۔ ۶۸-۶۹

۴۳؎ یہ اُس پورے نظام اور طریق کار کی طرف اشارہ ہے جس کے مطابق شہد کی مکھیاں لاکھوں برس سے کام کر رہی ہیں۔ یہ ایک حیرت انگیز نظام ہے۔ شہد کی مکھیاں ریاضیاتی قوانین کی پابندی کرتے ہوئے انتہائی اعلیٰ معیار کا چھتا بناتی ہیں۔ پھر ایک باقاعدہ منصوبے کے تحت پھولوں سے رس چوس کر لاتی ہیں، اُس کو چھتوں میں ذخیرہ کرتی ہیں، پھر شہد جیسی مفید اور نفیس اور لذیذ چیز پیدا کر دیتی ہیں۔ قرآن نے اِسی کو یہاں اپنے پروردگار کی ہموار کی ہوئی راہوں پر چلتے رہنے سے تعبیر کیا ہے۔

۴۴؎ اصل میں 'یَتَفَکَّرُوْنَ' کا لفظ آیا ہے۔ اِس سے پہلے اِسی مقصد سے 'یَسْمَعُوْنَ' اور 'یَعْقِلُوْنَ' کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ یعنی سنتے ہیں، عقل سے کام لیتے ہیں اور تدبر و تفکر کرتے ہیں۔ استاذ امام لکھتے ہیں:

''یہی صفتیں انسانیت کا اصلی جوہر ہیں اور اِن میں ایک حکیمانہ تدریج و ترتیب ہے۔

اِس کائنات کے حقائق میں سے بے شمار حقائق ایسے ہیں جو بدیہیات فطرت کے حکم میں داخل ہیں۔ اُن کو سمجھنے کے لیے کسی بڑی کاوش کی ضرورت نہیں ہے۔ ایک معقول انسان اول تو اُن کو خود سمجھتا ہے اور اگر خود نہیں سمجھتا ہے تو چونکہ معقول باتوں کے لیے اُس کے کان کھلے ہوئے ہوتے ہیں، اِس وجہ سے دوسرے کسی معقول آدمی کی زبان سے اُن کو سنتے ہی 'از دل خیزد بر دل ریزد' کی کیفیت محسوس کرتا ہے۔

دوسرا مرحلہ 'یَعْقِلُوْنَ' کا ہے جہاں سوچنے سمجھنے اور عقل سے کام لینے کی ضرورت پڑتی ہے، جہاں مقدمات کی ایک ترتیب ہوتی ہے اور پھر اُن سے نتائج حاصل ہوتے ہیں۔ یہ مرحلہ پہلے مرحلہ سے اونچا ہے اور علم کی راہ میں اِس کے ثمرات بھی زیادہ وقیع ہیں، لیکن ہے یہ عام عقل کی دسترس کی چیز۔ جو لوگ اپنی عقل کی قدر کرتے اور اِس نعمت سے فائدہ اٹھاتے ہیں، وہ اِس کی برکات سے محروم نہیں رہتے۔

تیسرا مرحلہ 'یَتَفَکَّرُوْنَ' کا ہے۔ یہ سب سے اونچا مرحلہ ہے۔ یہ اُن لوگوں کا مقام ہے جو اسرار کائنات میں برابر غور کرتے اور علم کے مدارج برابر طے کرتے رہتے ہیں۔ یہ حکما کا درجہ ہے۔ جس طرح شہد کی مکھی اپنی

وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ ثُمَّ يَتَوَفّٰكُمْ وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ اِلٰٓى اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْ لَا يَعْلَمَ بَعْدَ عِلْمٍ شَيْـًٔا اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ ﴿٧٠﴾

وَاللّٰهُ فَضَّلَ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ فِي الرِّزْقِ فَمَا الَّذِيْنَ فُضِّلُوْا بِرَآدِّيْ رِزْقِهِمْ عَلٰى مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَهُمْ فِيْهِ سَوَآءٌ اَفَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ ﴿٧١﴾

---

(اِسی طرح) اللہ نے تم کو پیدا کیا ہے، پھر وہی تم کو موت دیتا ہے۔ (تم میں سے کچھ پہلے رخصت ہو جاتے ہیں) اور تم میں سے کچھ ارذل عمر کو پہنچا دیے جاتے ہیں، اِس لیے کہ جاننے کے بعد پھر کچھ نہ جانیں۔ حق یہ ہے کہ اللہ ہی جاننے والا ہے، وہی ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔[45] ۷۰

(پھر یہ بھی دیکھو کہ) اللہ نے تم میں سے بعض کو بعض پر روزی میں برتری دے رکھی ہے۔ پھر جن کو برتری دی گئی ہے، وہ اپنی روزی اپنے غلاموں کو نہیں دے دیتے کہ وہ اُس میں برابر ہو جائیں۔ (لیکن خدا کے بارے میں یہی سمجھتے ہیں کہ اُس نے اپنی خدائی دوسروں میں بانٹ دی ہے)۔ تو کیا یہ اللہ کی نعمت کا انکار کر رہے ہیں؟[46] ۷۱

---

بے مثال کاوش سے طرح طرح کے پھولوں سے رس چوس کر شہد بناتی ہے جس میں لوگوں کے لیے غذا اور شفا ہے، اُسی طرح یہ لوگ اپنے تدبر و تفکر کی کاوشوں سے حکمت کا شہد جمع کرتے ہیں جس میں عقل و دل کے امراض کا مداوا ہوتا ہے۔ وہ خود بھی اُس سے آسودہ رہتے ہیں اور دوسروں کو بھی اُس سے فیض پہنچتا ہے۔'' (تدبر قرآن ۴/ ۴۲۹)

۴۵؎ مطلب یہ ہے کہ مرتے تو سب ہیں، مگر سب کا وقت ایک نہیں ہے۔ کچھ بچپن میں مر جاتے ہیں، کچھ جوانی میں اور کچھ ایسے بھی ہیں جنھیں قدرت ارذل عمر کو پہنچا کر یہ حقیقت ظاہر کرنا چاہتی ہے کہ یہاں سارا علم اور ساری قدرت صرف خدا کے لیے ہے۔ انسان کو جو کچھ ملتا ہے، وہ اُسی کا عطیہ ہے۔ چنانچہ دیکھتے ہو کہ جو اپنے آپ کو علم و عقل کا دیوتا سمجھتے ہیں، وہ بھی بالآخر علم، عقل اور طاقت ہر چیز سے عاری اور دوسروں کے محتاج ہو کر رہ جاتے ہیں اور اُن کے تمام کمالات اُسی پروردگار کی طرف لوٹ جاتے ہیں جو اُن کا دینے والا ہے۔ چنانچہ حق یہ ہے کہ وہی علیم و قدیر ہے۔

۴۶؎ یہ اِس لیے فرمایا ہے کہ خدا کی بخشی ہوئی نعمتوں کو دوسروں کی طرف منسوب کیا جائے اور اُن کا شکر یہ اُن کو

وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمۡ مِّنۡ اَنۡفُسِكُمۡ اَزۡوَاجًا وَّجَعَلَ لَكُمۡ مِّنۡ اَزۡوَاجِكُمۡ بَنِيۡنَ وَحَفَدَةً
وَّرَزَقَكُمۡ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ اَفَبِالۡبَاطِلِ يُؤۡمِنُوۡنَ وَبِنِعۡمَتِ اللّٰهِ هُمۡ يَكۡفُرُوۡنَ ﴿٧٢﴾
وَيَعۡبُدُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمۡلِكُ لَهُمۡ رِزۡقًا مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ شَيۡـًٔا
وَّلَا يَسۡتَطِيۡعُوۡنَ ﴿٧٣﴾ فَلَا تَضۡرِبُوۡا لِلّٰهِ الۡاَمۡثَالَ اِنَّ اللّٰهَ يَعۡلَمُ وَاَنۡتُمۡ لَا تَعۡلَمُوۡنَ ﴿٧٤﴾
ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا عَبۡدًا مَّمۡلُوۡكًا لَّا يَقۡدِرُ عَلٰى شَىۡءٍ وَّمَنۡ رَّزَقۡنٰهُ مِنَّا رِزۡقًا حَسَنًا
فَهُوَ يُنۡفِقُ مِنۡهُ سِرًّا وَّجَهۡرًا هَلۡ يَسۡتَوٗنَ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ بَلۡ اَكۡثَرُهُمۡ لَا يَعۡلَمُوۡنَ ﴿٧٥﴾

(پھر یہ بھی دیکھو کہ) اللہ نے تمھارے لیے تمھاری ہی جنس سے بیویاں بنائیں اور تمھاری بیویوں سے تمھارے لیے بیٹے اور پوتے پیدا کیے اور تمھیں کھانے کی پاکیزہ چیزیں عطا فرمائیں۔ پھر کیا یہ (سب کچھ دیکھتے اور جانتے ہوئے بھی) باطل کو مانتے ہیں اور اللہ کی نعمت کے منکر ہو گئے ہیں اور اللہ کے سوا اُن چیزوں کو پوجتے ہیں جو نہ آسمانوں سے اِن کے لیے کسی روزی پر کوئی اختیار رکھتی ہیں، نہ زمین سے اور نہ (اِس طرح کے کسی اختیار پر) دسترس پا سکتی ہیں۔[47] سو (اپنے اوپر قیاس کر کے تم) اللہ کے لیے مثالیں نہ بیان کرو۔[48] حقیقت یہ ہے کہ (اپنی ذات و صفات کو) اللہ جانتا ہے، تم نہیں جانتے ہو۔ ۷۲-۷۴

(تم مثالیں ہی سننی چاہتے ہو تو سنو)، اللہ ایک غلام کی مثال بیان کرتا ہے جو دوسرے کی ملکیت میں ہے، وہ کسی چیز پر اختیار نہیں رکھتا۔ (اُس کے مقابل میں) دوسرا ایک شخص ہے جس کو ہم نے اپنی طرف سے اچھی روزی عطا کر رکھی ہے، پھر وہ اُس میں سے کھلے اور چھپے، (جس طرح چاہتا ہے)، خرچ کرتا ہے۔ (بتاؤ)، کیا دونوں برابر ہوں گے؟ (پھر خدا اور اُس کے بے اختیار بندوں کو کس طرح برابر کر دیتے ہو؟ حق یہ ہے کہ) شکر کا سزاوار اللہ ہے، لیکن اِن کے اکثر لوگ جانتے نہیں ہیں۔

ادا کیا جائے تو یہ اُن نعمتوں کا صریح انکار ہے۔ قرآن میں یہ مضمون کئی مقامات پر آیا ہے۔

۴۷ پیچھے فرمایا تھا کہ باطل کو مانتے ہیں۔ یہ اُسی کی تفصیل ہے۔

۴۸ یعنی اللہ کو دنیا کے بادشاہوں اور راجوں اور مہاراجوں پر قیاس کر کے اُس کی اولاد اور مصاحبین اور مقربین

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلَيۡنِ اَحَدُهُمَآ اَبۡكَمُ لَا يَقۡدِرُ عَلٰى شَىۡءٍ وَّهُوَ كَلٌّ عَلٰى
مَوۡلٰهُ اَيۡنَمَا يُوَجِّهْهُّ لَا يَاۡتِ بِخَيۡرٍ هَلۡ يَسۡتَوِىۡ هُوَ وَمَنۡ يَّاۡمُرُ بِالۡعَدۡلِ وَهُوَ
عَلٰى صِرَاطٍ مُّسۡتَقِيۡمٍ﴿۷۶﴾

وَلِلّٰهِ غَيۡبُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَمَآ اَمۡرُ السَّاعَةِ اِلَّا كَلَمۡحِ الۡبَصَرِ اَوۡ هُوَ
اَقۡرَبُ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرٌ﴿۷۷﴾

وَاللّٰهُ اَخۡرَجَكُمۡ مِّنۡۢ بُطُوۡنِ اُمَّهٰتِكُمۡ لَا تَعۡلَمُوۡنَ شَيۡـًٔا وَّجَعَلَ لَكُمُ السَّمۡعَ

---

اللہ (اِسی حقیقت کی وضاحت کے لیے) ایک اور مثال بیان کرتا ہے۔ دو آدمی ہیں، اُن میں سے ایک گونگا ہے، کوئی کام نہیں کر سکتا اور اپنے آقا پر بوجھ بنا ہوا ہے۔ وہ اُس کو جہاں بھیجتا ہے، وہ کوئی چیز درست کر کے نہیں لاتا۔ کیا یہ (گونگا) اور وہ شخص برابر ہوں گے جو انصاف کی تعلیم دیتا ہے اور خود بھی سیدھی راہ پر قائم ہے؟[۴۹] ۷۵-۷۶

(اُنھیں اصرار ہے کہ قیامت آنی ہے تو اُس کا وقت بتایا جائے۔ حقیقت یہ ہے کہ) زمین اور آسمانوں کا سارا غیب اللہ ہی کے اختیار میں ہے اور قیامت کا معاملہ تو اتنا ہی ہے، جیسے آنکھ جھپک جائے یا اُس سے بھی پہلے۔ (یہ ہمارے لیے کچھ بھی مشکل نہیں ہے)، اِس لیے کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ ۷۷

اور (دیکھو)، تم کو اللہ ہی نے تمھاری ماؤں کے پیٹ سے نکالا، اُس وقت تم کچھ نہیں جانتے تھے۔

---

نہ بناؤ کہ جن کی وساطت کے بغیر اُس کی بارگاہ میں کوئی شخص نہ رسائی حاصل کر سکتا ہے اور نہ اپنی عرض معروض کر سکتا ہے۔

۴۹؎ یعنی ایک طرف خدا ہے، حکیم ناطق۔ دنیا کی ہدایت کے لیے اپنی کتابیں نازل کرتا ہے اور لوگوں کو عدل و انصاف کی تعلیم دیتا ہے۔ پھر یہی نہیں، خود بھی قائم بالقسط ہے اور جو کچھ کرتا ہے، کمال راستی اور صحت کے ساتھ کرتا ہے۔ دوسری طرف یہ تمھارے ٹھیرائے ہوئے معبود ہیں، گونگے بہرے۔ نہ تمھاری پکار سن سکتے ہیں، نہ اُس کا جواب دے سکتے ہیں اور نہ تمھارا کوئی کام بنا سکتے ہیں۔ بتاؤ، یہ کہاں کی عقل مندی ہے کہ دونوں کو یکساں سمجھ رہے ہو؟

www.javedahmadghamidi.org
www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْئِدَةَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۷۸﴾

اَلَمْ يَرَوْا اِلَى الطَّيْرِ مُسَخَّرٰتٍ فِيْ جَوِّ السَّمَآءِ مَا يُمْسِكُهُنَّ اِلَّا اللّٰهُ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۷۹﴾ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْۢ بُيُوْتِكُمْ سَكَنًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ جُلُوْدِ الْاَنْعَامِ بُيُوْتًا تَسْتَخِفُّوْنَهَا يَوْمَ ظَعْنِكُمْ وَيَوْمَ اِقَامَتِكُمْ وَمِنْ اَصْوَافِهَا وَاَوْبَارِهَا وَاَشْعَارِهَآ اَثَاثًا وَّمَتَاعًا اِلٰى حِيْنٍ ﴿۸۰﴾

---

اُس نے تمھیں کان اور آنکھیں اور (سوچنے والے) دل دیے، اِس لیے کہ تم شکر کرو۔[50] ۷۸

کیا اِنھوں نے پرندوں کو نہیں دیکھا کہ آسمان کی فضا میں مسخر ہو رہے ہیں[51]۔ اُن کو صرف اللہ تھامے ہوئے ہے۔ یقیناً اِس میں اُن لوگوں کے لیے بڑی نشانیاں ہیں جو ایمان لانا چاہیں[52]۔ (فضا میں اڑتے ہوئے اِن پرندوں کی طرح) تمھارے لیے تمھارے گھروں کا سکون بھی اللہ ہی نے پیدا کیا ہے۔ اُسی نے تمھارے لیے چوپایوں کی کھال کے گھر بنائے ہیں[53] جنھیں تم اپنے کوچ اور قیام کے دن نہایت ہلکا پاتے ہو[54]۔ اور اُن کی اون اور اُن کے روؤں اور اُن کے بالوں سے (تمھارے لیے) گھروں کا سامان اور برتنے کی بہت سی چیزیں بنائی ہیں (جن سے) ایک وقت تک فائدہ اٹھاتے ہو۔ ۷۹-۸۰

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

---

۵۰؎ یعنی پیدا ہوئے تو صرف ایک مضغۂ گوشت تھے، ایسے بے خبر کہ کسی جانور کا بچہ بھی اتنا بے خبر نہیں ہوتا۔ مگر اللہ نے اِس کے بعد تم کو وہ تمام صلاحیتیں عطا کر دیں جن پر ناز کرتے ہو۔ یہ بے بہا نعمتیں اِس لیے دی گئی تھیں کہ خدا کے شکر گزار بندے بنو، لیکن تعجب ہے کہ تمھارے یہ کان، یہ آنکھیں اور یہ دل ہر چیز کے لیے کھلے ہیں، صرف خدا کی بات سننے اور اُس کی آیات کو دیکھنے اور صرف اُسی کے بیان کردہ حقائق پر غور کرنے کے لیے بند ہو گئے ہیں۔

۵۱؎ یہ پرواز کے لیے پرندوں کی نہایت موزوں ساخت اور زمین کے اوپر ہوا کے اُس نظام کی طرف اشارہ ہے جس کے بغیر پرندوں کا اڑنا ممکن نہیں تھا۔

۵۲؎ یعنی خدا کے علم و حکمت اور رحمت و ربوبیت کی نشانیاں ہیں۔ اصل میں 'لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ' کے الفاظ آئے ہیں۔ اِن میں فعل ارادۂ فعل کے معنی میں ہے۔ ہم نے ترجمہ اِسی کے لحاظ سے کیا ہے۔

۵۳؎ یہ چمڑے کے اُن خیموں کا ذکر ہے جن کا رواج عرب میں بہت رہا ہے۔

وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّمَّا خَلَقَ ظِلٰلًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الْجِبَالِ اَكْنَانًا وَّجَعَلَ لَكُمْ سَرَابِيْلَ تَقِيْكُمُ الْحَرَّ وَسَرَابِيْلَ تَقِيْكُمْ بَاْسَكُمْ كَذٰلِكَ يُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْلِمُوْنَ ﴿٨١﴾

فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿٨٢﴾ يَعْرِفُوْنَ نِعْمَتَ اللّٰهِ ثُمَّ يُنْكِرُوْنَهَا وَاَكْثَرُهُمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿٨٣﴾

---

اور اللہ ہی نے تمھارے لیے اپنی پیدا کی ہوئی چیزوں کے سایے بنائے ہیں اور پہاڑوں میں تمھارے لیے پناہ گاہیں بنائی ہیں[55] اور تمھارے لیے ایسے لباس بنائے ہیں جو تم کو (تمھارے ملک کی) گرمی سے بچاتے ہیں اور ایسے لباس بنائے ہیں جو آپس کی لڑائی میں تمھاری حفاظت کرتے ہیں۔ اِسی طرح اللہ تم پر اپنی نعمتیں پوری کرتا ہے تاکہ اُس کے فرماں بردار بنو۔[56] ۸۱

اِس کے باوجود یہ لوگ اگر منہ موڑتے ہیں تو، (اے پیغمبر)، تم پر صاف صاف پہنچا دینے ہی کی ذمہ داری ہے۔ (اِس کا نتیجہ یہ خود بھگتیں گے، اِس لیے کہ) یہ (وہ لوگ ہیں جو) اللہ کی نعمتوں کو پہچانتے ہیں، پھر اُن سے انجان بن جاتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اِن میں اکثر ناشکرے ہیں۔ ۸۲-۸۳

---

۵۴؎ یعنی کوچ کرنا ہو تو نہایت آسانی کے ساتھ تہ کر کے اٹھالے جاتے ہو اور قیام پیش نظر ہو تو اِسی طرح آسانی کے ساتھ، جہاں چاہتے ہو، ڈیرا ڈال دیتے ہو۔

۵۵؎ یعنی غار جو زمین پر انسان کی اولین پناہ گاہ بنے ہیں۔

۵۶؎ مطلب یہ ہے کہ ہر ہر پہلو سے تمھاری ضرورتوں کو پورا کرنے کا اہتمام کرتا ہے۔ اِس پورے سلسلۂ بیان میں جو چیزیں بھی مذکور ہوئی ہیں، اُن میں اہل عرب اور اُن کی بدویانہ زندگی کی رعایت ملحوظ ہے۔ اِس کلام کے اولین مخاطب وہی تھے۔ قرآن میں یہ چیز ایسے تمام مقامات پر پیش نظر رہنی چاہیے، اِس لیے کہ کلام کے حسن اور اُس کے اثر کا صحیح اندازہ اِسی سے ہوتا ہے۔

[باقی]

---

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com